6

دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کشمیر کے مسلمانوں کو اپنے منشا کے مطابق فیصلہ کرنے اور اس پر کاربند ہونے کی توفیق دے

کشمیر کے متعلق صلح کرانے کی پیشکش کرنے والے ممالک
ہرگز پاکستان کے ساتھ خیرخواہی نہیں کر رہے

(فرمودہ 8 فروری 1957ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی نبی کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اس کے کام میں رکاوٹیں ڈالتا ہے تا کہ وہ کامیاب نہ ہو اور فساد لمبا ہوتا چلا جائے۔1 گو قرآن کریم میں نبی کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن نبی کے اتباع بھی اسی میں شامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کی اصل غرض صرف نبی کی مخالفت کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں نیکی اور امن قائم نہ ہو۔ چونکہ نبیوں کے ذریعہ دنیا میں نیکی اور امن قائم ہوتا ہے اس لیے وہ نبیوں کا دشمن ہوتا ہے۔ ورنہ جو بھی نیکی اور امن کے قیام کی کوشش کرے وہ اسے بُرا لگتا ہے اور وہ اُسی کے رستہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ پچھلے دنوں سے جہاں الٰہی تدبیر اس بات کے لیے ظاہر ہو رہی ہے کہ دنیا میں امن کا قیام ہو اور صلح کی صورت پیدا ہو وہاں بعض لوگوں نے بعض دوسرے لوگوں میں ایسی تحریکیں شروع کر دی ہیں کہ جن سے وہ امن اور نیکی کے قائم ہونے میں روک بنیں۔ مثلاً پچھلے دنوں میں نے پڑھا کہ شام یہ ارادہ کر رہا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کو یہ پیشکش کرے کہ ہم کشمیر کا فیصلہ کرا دیتے ہیں۔ اور آج میں نے پڑھا ہے کہ سیلون کے وزیر اعظم بندرانائکے نے کہا ہے کہ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ پاکستان اور ہندوستان کو پیشکش کروں کہ کشمیر کے بارہ میں ہماری موجودگی میں اور ہمارے ذریعہ سے صلح ہو جائے۔ یہ خبریں بتاتی ہیں کہ شیطان نے لوگوں کو دھوکا دینے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ بیشک اِس میں ذریعہ تو آدمی ہی بنے ہیں جیسا کہ ہمیشہ سے آدمی ہی اس کا ذریعہ بنتے چلے آئے ہیں۔ شیطان خود ظاہری طور پر دنیا میں نہیں آتا بلکہ وہ ہمیشہ بعض آدمیوں کو چُن لیتا ہے۔ چنانچہ اِس وقت بھی اُس نے بعض آدمی چن لیے ہیں۔ کسی جگہ اُس نے ہندوستان کے ایمبیسیڈر کو چُن لیا ہوگا کہ وہ شام کے پریذیڈنٹ سے کہے کہ آپ کوشش کریں کہ کسی طرح ہمارے اور پاکستان کے درمیان صلح ہو جائے۔ لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اگر واقع میں ان کے دلوں میں پاکستان کی خیر خواہی ہے تو وہ نو سال تک کہاں سوئے رہے۔ 1947ء میں کشمیر کا جھگڑا کھڑا ہوا تھا اور اب 1957ء شروع ہے۔ گویا اس جھگڑے پر 9 سال گزر چکے ہیں۔ 9 سال کی خاموشی کے بعد آج صلح کی پیشکش کیوں ہو رہی ہے؟ اور پھر یہ پیشکش اُس وقت ہو رہی ہے جب یو۔ این۔ او نے کشمیر کے متعلق قدم اٹھایا ہے۔ جب یو۔ این۔ او نے ایسا قدم اٹھایا ہے جس کے ذریعہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ کشمیر کے لوگوں کو حقِ خود ارادیت مل جائے تو اُسی وقت دو ممبروں نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ ہم پاکستان اور ہندوستان میں صلح کرا دیتے ہیں۔ ہمارے ملک کے سیاستدانوں کو اس کے متعلق سوچنا چاہیے اور یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں وہ دھوکا میں نہ آ جائیں۔ ہم کوئی سیاسی جماعت نہیں صرف مذہبی لوگ ہیں لیکن چونکہ ہم بھی پاکستانی ہیں اس لیے ہمارا حق ہے کہ ہم بھی اپنی رائے ظاہر کریں۔ اگر ہماری رائے دوسرے لوگوں کی سمجھ میں آ جائے گی تو وہ اسے اختیار کر لیں گے اور اس طرح اس میں زور پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر ہماری رائے دوسرے لوگوں کی سمجھ میں نہ آئی اور ہماری جماعت دعاؤں میں لگی رہی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سیاستدانوں کے دلوں میں ایسی تحریک پیدا ہوگی کہ وہ اس قسم کی چالاکیوں میں

نہیں آئیں گے۔

آخر یہ موٹی بات ہے کہ شام نیا پیدا نہیں ہوا۔ شام پاکستان کے بننے سے سینکڑوں سال پہلے سے موجود ہے۔ کم ازکم اس کی حکومت پاکستان بننے سے کئی سال پہلے سے قائم شدہ ہے۔ سیلون کی حکومت بھی پاکستان بننے سے پہلے سے قائم ہے۔ لیکن کشمیر کا جھگڑا 1947ء سے چلا آ رہا تھا اور یہ دونوں حکومتیں خاموش رہیں۔ اب ان کے دلوں میں یہ تحریک کیسے پیدا ہوئی کہ یہ نیک کام ہے۔ چلو! ہم کشمیر کے بارے میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان صلح کرا دیں۔ جب یو۔این۔او نے یہ قدم اٹھایا کہ کشمیر کا جھگڑا طے ہو اور پاکستان نے تحریک کی کہ وہ اپنی فوج بھیج کر کشمیر کے لوگوں سے ووٹ لیں اور ووٹ لے کر یہ فیصلہ کریں کہ کشمیر کے لوگ کس طرف جانا چاہتے ہیں۔ آیا وہ پاکستان کی طرف جانا چاہتے ہیں یا ہندوستان کی طرف جانا چاہتے ہیں؟ تو معاً سیلون کے وزیراعظم کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ چلو! ہم صلح کرا دیتے ہیں اور سیریا کے پریذیڈنٹ کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ ہم صلح کرا دیتے ہیں۔ یہ امر صاف طور پر بتاتا ہے کہ یہ تحریک کرنے والے ایسے لوگ ہیں جو پاکستان کے خیر خواہ نہیں۔ ہم ان پر الزام نہیں لگاتے۔ بندرانائکے کے متعلق جہاں تک ہمارا علم ہے وہ اچھے آدمی ہیں۔ اسی طرح شکری القوتلی<u>2</u> کے متعلق جہاں تک ہمارا علم ہے وہ اچھے آدمی ہیں لیکن اچھے آدمیوں کو بھی گمراہ کرنے والے گمراہ کر لیتے ہیں۔ پھر عین اِس وقت جبکہ یو۔این۔او قدم اُٹھا رہی ہے اور جب پاکستان نے ایسی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے کہ اس کی مثال دنیا میں اَور کہیں نہیں ملتی ان ملکوں کے چوٹی کے لیڈروں کا صلح کرانے کا ارادہ کرنا پاکستان کی خیر خواہی پر دلالت نہیں کرتا۔ پنڈت نہرو تو کشمیر پر قبضہ کیے بیٹھے ہیں۔ لیکن اِس کے باوجود پاکستان نے یہ نہیں کہا کہ ہم لڑائی کے ذریعہ کشمیر واپس لیتے ہیں بلکہ اس نے یہ کہا ہے کہ یو۔این۔او اپنی فوجیں کشمیر میں بھیجے اور ان فوجوں کے ذریعہ رائے شماری کرائے۔ اس رائے شماری کے نتیجہ میں کشمیر کے لوگ جس طرف جانا چاہیں جائیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ کشمیر ہمیں ملے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کشمیر ہندوستان کو ملے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ کشمیریوں کی اکثریت جو چاہتی ہے وہی ہو۔ تو یہ ایسی غیر جانبدارانہ اور منصفانہ رائے ہے کہ سیاسی دنیا میں ایسی مثال بہت کم ملتی ہے۔ پس ہمارے سیاستدانوں کو اس بات کے متعلق خوب غور کر لینا چاہیے اور سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی دھوکا کھا جائیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہماری جماعت مذہبی جماعت ہے۔ ہمارا اِن باتوں سے اس سے زیادہ کوئی تعلق نہیں کہ ہم ان کے متعلق اپنا خیال ظاہر کر دیں۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی تھی جو میں نے کہہ دی ہے۔ اگر ملک کی سیاسی پارٹیوں کو نظر آئے کہ اس کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلانی چاہیے تو میں اُنہیں کہتا ہوں کہ وہ اس موقع کو ضائع نہ کریں اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں کہ وہ دھوکا میں نہ آئے۔ خدا تعالیٰ نے جس طرف قدم چلا دیا ہے وہ اُسی پر قائم رہے کیونکہ اس میں مستقبل کی جھلک نظر آ رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ ہمیں ہمارے اقدام میں ناکامی ہوئی تو بعد میں ان حکومتوں کی امداد پر غور کر لیا جائے گا۔ لیکن جب تک یو۔این۔او کوئی فیصلہ نہیں کر لیتی ہمیں اپنی موجودہ کوشش میں لگے رہنا چاہیے۔ اگر ہمیں ناکامی ہوئی اور پھر یہ حکومتیں صلح کرانے کے لیے آگے آئیں تو ہم سمجھیں گے کہ ان کے دلوں میں ہماری خیر خواہی تھی اور ہمیں یقین ہو جائے گا کہ یہ حق پر ہیں۔ لیکن اِس وقت جبکہ یو۔این۔او فیصلہ کر رہی ہے ان قوموں کا صلح کرانے کا ارادہ ظاہر کرنا صاف بتاتا ہے کہ ان کا مقصود صلح کرانا نہیں بلکہ درحقیقت ان کا مقصود پاکستان کو گرانا ہے۔ باقی جہاں تک ہماری جماعت کا تعلق ہے میں یہی کہتا ہوں کہ ہماری کوشش اور سعی صرف دعاؤں تک ہی محدود ہے۔ ہمارے ملک کی ایک بڑی لطیف مثال ہے کہ مُلّاں دی دَوڑ مسیتے۔ یعنی مُلّاں کو اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ دوڑ کر مسجد میں گُھس جاتا ہے۔ یہ بات بڑی سچی ہے۔ مسجد سے زیادہ امن اَور کہاں ہوگا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسجد اقصیٰ کے متعلق الہام ہوا کہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا 3 اور قرآن کریم میں خانہ کعبہ کے متعلق بھی یہی آتا ہے کہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا 4 بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ساری مساجد ہی امن والی ہوتی ہیں۔ پس یہ بالکل سچی بات ہے جو اس مثال میں بیان کی گئی ہے لیکن ''مُلّاں'' کی جگہ ''مومن'' کے الفاظ رکھ لینے چاہییں۔ یعنی مصیبت کے وقت ہر مومن کی دوڑ مسجد تک ہوتی ہے اور اُس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ دعائیں کرے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے۔ کیونکہ وہ دعائیں سنتا اور انہیں قبول کرتا ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو دعائیں کرنی چاہییں کہ کشمیر کے قریباً نصف کروڑ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اپنے منشا کے مطابق فیصلہ کرنے اور اس پر کاربند ہونے کی توفیق دے۔ اور ایسے سامان پیدا کرے کہ یہ لوگ جبری غلامی میں نہ رہیں بلکہ اپنی مرضی سے جس ملک کے ساتھ

چاہیں مل جائیں۔ اور اگر کوئی تحریک اس بات میں روک بنتی ہو تو خدا تعالیٰ اسے کامیاب نہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ ہمارے اہلِ مملکت کو بھی ایسی سمجھ عطا فرمائے کہ وہ وقت پر ہوشیار ہو جائیں اور دیکھیں کہ کون شخص انہیں سیدھے رستہ سے ہٹا رہا ہے۔ اور ہمیشہ وہ طریق اختیار کریں جو پاکستان کی عزت اور سرفرازی کا بھی موجب ہو اور کشمیر کی عزت اور سرفرازی کا بھی موجب ہو۔ ہم کسی کے بدخواہ نہیں۔ ہم ہندوستان کے لیے بھی بددُعا نہیں کرتے۔ ہاں پاکستان اور کشمیر کے لیے دعائیں ضرور کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کا سر اونچا کرے۔ اگر کوئی شخص پاکستان کے سر اونچا ہونے میں یا کشمیر کے سر اونچا ہونے میں اپنی ذلّت اور اپنا ناک کٹتا دیکھتا ہے تو یہ اُس کا اپنا قصور ہے ورنہ ہم کسی کے خلاف بددعا نہیں کرتے۔ ہم تو اپنے خیر خواہوں اور دوستوں کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کا سر اونچا کرے اور اپنے ملک کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر اونچا کرے۔ کشمیری بھی ہمارے بھائی ہیں اور چونکہ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس لیے کشمیر بھی ہمیں بہت پیارا ہے۔ پھر کشمیر ہمیں اس لیے بھی پیارا ہے کہ وہاں قریبًا اَسّی ہزار احمدی ہیں۔ اور بعض ایسے علاقے جن کی رائے کے مطابق کشمیر یا ہندوستان میں جا سکتا ہے یا پاکستان میں جا سکتا ہے ان میں احمدیوں کی اکثریت ہے۔ پس اِن دونوں وجوہ سے یعنی اس لحاظ سے بھی کہ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور اس لحاظ سے بھی کہ جس علاقہ کے ووٹ کشمیر کے ہندوستان یا پاکستان میں جانے کے متعلق فیصلہ کریں گے وہاں احمدیوں کی اکثریت ہے ہمیں کشمیر بہت پیارا ہے۔ اگر وہ علاقہ یہ فیصلہ کر دے کہ ہم پاکستان کی طرف جانا چاہتے ہیں تو کشمیر اور ہندوستان کا تعلق کٹ جاتا ہے کیونکہ وہی علاقہ کشمیر اور ہندوستان کو آپس میں ملاتا ہے۔

پس ہمیں دعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کشمیری بھائیوں کی مدد کرے۔ آخر کشمیر وہ ہے جس میں مسیح اوّل دفن ہیں اور مسیحِ ثانی کی بڑی بھاری جماعت وہاں موجود ہے۔ گویا دونوں مسیحوں کا وہاں قبضہ ہے۔ پہلے مسیحؑ کا جسم وہاں دفن ہے اور دوسرے مسیح کی روح وہاں دفن ہے یعنی احمدی وہاں رہتے ہیں۔ پس کشمیر دونوں مسیحوں کا ہے۔ پہلے مسیحؑ کا اس طرح کہ اس کا جسم وہاں دفن ہے۔ وہ مسیح اب عیسائیوں کا تو رہا نہیں کیونکہ عیسائیوں نے تو اسے خدا بنا لیا ہے اور اگر اس کا جسم وہاں دفن ہے تو وہ انسان ہے خدا نہیں۔ پس پہلے مسیحؑ کے لحاظ سے لو تو، اور دوسرے مسیحؑ کے لحاظ سے لو تو کشمیر مسلمانوں کا بنتا ہے۔ وہ نہ عیسائیوں کا بنتا ہے اور نہ ہندوؤں کا بنتا ہے کیونکہ مسیح اول نہ ہندو

تھے اور نہ عیسائی تھے اور مسیحؑ ثانی بھی نہ ہندو تھے اور نہ عیسائی تھے بلکہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور اسلام کی عزت ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں مبعوث کیا تھا۔ پس جس ملک میں دو مسیحوںؑ کا دخل ہے وہ ملک بہرحال مسلمانوں کا ہے اور مسلمانوں کو ہی ملنا چاہیے۔ اس لیے ہمیں دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

دیکھو! اس میں ہماری کتنی ذلّت ہے کہ مسیحؑ اوّل جس کو ہم خدا تعالیٰ کا ایک نبی مانتے ہیں اُس کا مقدس روضہ ہندوؤں کے ہاتھ میں چلا جائے۔ پھر اس میں بھی ہماری کتنی ذلّت ہے کہ مسیحؑ ثانی جس کو ہم اسلام کا سچا خادم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام سمجھتے ہیں اور اِس زمانہ کا مصلح سمجھتے ہیں اُس کی جماعت کی بڑی تعداد جو اپنے ملک میں اہم پوزیشن رکھتی ہے ہندوؤں کی طرف چلی جائے۔ کشمیر کی ساری آبادی جموں کو ملا کر چالیس لاکھ کی ہے۔ صرف کشمیر کی آبادی بائیس لاکھ کی ہے۔ ممکن ہے اب فرق ہو گیا ہو۔ اِس بائیس لاکھ میں سے اگر اَسّی ہزار احمدی ہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ قریباً 1/22 فیصدی احمدی ہیں اور اتنی بڑی اکثریت احمدیوں کی اَور کسی ملک میں نہیں۔ پس اَسّی ہزار بھائیوں کا حقِ خود ارادیت سے محروم ہو جانا بہت بڑے صدمہ کی بات ہے۔ ہمیں ہر وقت خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مستقبل کے متعلق خود فیصلہ کرنے کی توفیق بخشے۔ اور جس طرح کہتے ہیں "جہاں کی مٹی تھی وہیں آ لگی" وہ جہاں کی مٹی ہیں وہیں آ لگیں اور ان کے رستہ میں کوئی منصوبہ اور کوئی سازش روک نہ بنے"۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

"نماز جمعہ کے بعد میں بعض جنازے پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ توبی صاحبہ چاہ بھاگو والا ضلع ملتان کا ہے۔ اطلاع دینے والے نے لکھا ہے کہ مرحومہ نیک سیرت اور مخلص خاتون تھیں۔

دوسرا جنازہ والدہ صاحبہ شیخ عبدالحق صاحب ایگزیکٹو انجنیئر کراچی کا ہے۔ مرحومہ صحابیہ اور موصیہ تھیں۔

تیسرا جنازہ حکیم عبدالرحمان صاحب تاندلیانوالہ کا ہے جو فضل دین صاحب عرف عبداللہ کے لڑکے تھے۔ فضل دین صاحب لنگرخانہ قادیان میں باورچی تھے اور اس سے پہلے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائی تھے۔

میں یہ سب جنازے پڑھاؤں گا۔ دوست میرے ساتھ نماز جنازہ میں شریک ہوں"۔

(الفضل 23 فروری 1957ء)

1 : وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلۡقَى الشَّيۡطٰنُ فِىۡۤ اُمۡنِيَّتِهٖ ۚ (الحج:53)

2 : **شکری القوتلی**:(SHUKRI AL-QUWATLI)(1891ء-1967ء) شام کے پہلے صدر تھے۔ آپ شام کی جدوجہد آزادی میں شامل اہم شخصیات میں سے تھے۔ (وکی پیڈیا آزاد دائرہ معارف زیرعنوان "شکری القوتلی")

3 : تذکرۃ صفحہ 426۔ الہام 9/اپریل 1904ء ایڈیشن چہارم 2004ء

4 : آل عمران:98